پاکستان کے صحافیوں، انسانی حقوق کی تنظیموں اور عوام کے نام کھلا خط

راقم گزشتہ ایک دہائی سے قومی سیاست میں متحرک ہے۔ 2018 سے 2022 تک بطور وفاقی وزیر، وزیراعظم عمران خان کی کابینہ کا حصہ رہا۔ اس سے قبل 2013 سے 2018 تک سوات سے قومی اسمبلی کا ممبر رہ چکا ہے۔ بطور طلبہ رہنما اپنے سیاسی کریئر کے آغاز سے گزشتہ برس اپریل میں رجیم چینج آپریشن کے نتیجے میں حکومت کی تبدیلی تک کے عرصہ پندرہ برس میں راقم پر کبھی بھی کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث ہونے کے سبب کسی قانونی چارہ جوئی کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔ گزشتہ برس رجیم چینج آپریشن کے بعد راقم پر لاتعداد سنگین نوعیت کے جعلی کیسز درج کیے جاچکے ہیں جن میں دہشت گردی، بغاوت، غداری جیسی سنگین دفعات شامل ہیں۔ یہ مقدمات اس پراپگینڈے اور ان دھمکیوں کے علاوہ ہیں جن کا سامنا راقم اور اس کا خاندان گذشتہ ایک برس سے کر رہا ہے۔

یہاں راقم یہ دہرانا لازمی سمجھتا ہے کہ راقم کا تعلق دہشتگردی سے متاثرہ سوات کی تحصیل کبل سے ہے۔ 2008 میں ہونے والے سوات آپریشن میں نا صرف راقم کا گھر تباہ ہوا بلکہ کراس فائر میں مارٹر شیل لگنے سے راقم کی والدہ طویل عرصے تک کومہ میں رہیں اور آج پندرہ سال گزرنے کے بعد بھی چلنے پھرنے سے قاصر اور ذہنی طور پر معذور ہیں۔ راقم کا جواں سال بھائی جو کہ کرکٹ کا ایک اچھا کھلاڑی تھا ٹانگ میں گولیاں لگنے کے سبب قومی کرکٹ ٹیم کا حصہ بننے کے خواب کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ حالات کے سبب راقم کا خاندان اس بات پر مجبور ہوا کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر صوابی اور پشاور کے نسبتاً پرامن علاقوں میں عارضی طور پر منتقل ہوجائے۔ اسی غریب الوطنی اور

بڑھاپے میں اپنا گھر چھوڑنے کے صدمے نے راقم کی دادی کی جان لے لی۔ جنہیں اپنے آبائی علاقے میں دفنانے کی اجازت بھی اس وقت کے حالات کے سبب نہ مل سکی۔

سوات سے ممبر قومی اسمبلی منتخب ہونے کے بعد راقم نے اس بات کو خصوصی توجہ دی کہ دہشتگردی کی جنگ کے نتیجے میں تباہ ہونے والے سکولوں اور کالجوں کی ترجیحی بنیادوں پر تعمیرِ نو ہو۔ سوات سے متعدد لاپتہ افراد کو قانون نافذ کرنے والے اداروں کے ساتھ بات چیت اور مذاکرات سے بازیاب کروایا، داخلی راستوں اور اہم مقامات پر لگے چیک پوسٹوں سے عوام اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین تلخیاں فروغ پا رہی تھیں ان کا تدارک کرنے کے لیے ان چیک پوسٹوں کو مقامی پولیس کے حوالے کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کیا اور اس کے علاوہ بھی صوبائی حکومت کے ساتھ مل کر سوات کی ترقی اور خوشحالی کے لیے ہر ممکن کوشش بروئے کار لائی۔ فاٹا، دہشتگردی سے متاثرہ دیگر علاقوں، ملک کے طول و ارض میں پھیلے پختون بھائیوں، بیرون ملک مقیم پاکستانیوں خصوصاً مزدور پیشہ طبقے کو لاحق مشکلات اور اپنی بساط کے مطابق ملک کو درپیش مسائل کو قومی اسمبلی کے ایوان اور نیشنل اور الیکٹرانک میڈیا پر اجاگر کرنے کی پوری کوشش کی۔

2018 کے انتخابات کے نتیجے میں ملک میں پاکستان تحریک انصاف کی حکومت قائم ہوئی جس میں راقم کو وزارت مواصلات اور پوسٹل سروس کا اضافی چارج سونپا گیا۔ بطور وزیر اور ممبر قومی اسمبلی راقم نے اس بات کو یقینی بنایا کہ نہ صرف اپنے حلقے کی عوام بلکہ خیبر پختونخوا، سابقہ فاٹا کے ضم شدہ اضلاع اور ملکی ترقی اور امن وامان کے لیے ہر ممکن کوشش بروئے کار لائے۔ اس دوران صوبائی حکومت اور راقم کی کوششوں سے سوات میں متعدد جامعات

کا قیام ممکن ہوا، سوات موٹر وے مکمل طور پر فعال ہوئی اور ایک عرصے بعد سوات میں سیاحت کا نا صرف از سر نو آغاز ہوا۔ بلکہ ریکارڈ کاروباری سرگرمیاں ہوئیں۔

مارچ 2022 میں جب اس وقت کے وزیر اعظم عمران خان رجیم چینج کا بھانڈہ پھوڑ چکے تھے، اسلام آباد میں ایک عوامی اجتماع سے راقم کے خطاب کے بعد، جب ابھی تحریک انصاف حکومت میں تھی اور راقم وزیر مواصلات تھا، اس وقت کے سپہ سالار کی جانب سے پارٹی کے چار رہنماؤں کو یہ پیغام دیا گیا کہ راقم کی تقاریر کہ جن کا موضوع ملک کی خود مختاری اور حقیقی آذادی کا عزم دہرانا تھا، ہرگز قابلِ قبول نہیں ہیں۔ انکی جانب سے لیڈران کو یہ دھمکی دی گئی کہ وہ راقم کو نشان عبرت بنا دیں گے۔۔ گناہ کیا سرزد ہوا تھا یہ بتانے کی زحمت نہیں کی گئی۔

حکومت تبدیلی کے کچھ ہی عرصہ بعد دیگر رہنماؤں کے ساتھ ساتھ راقم پر بھی مقدمات کا اندراج شروع ہوگیا، یہ مقدمے کس قدر لغو اور بے بنیاد ہیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ گزشتہ برس اپریل میں جب مسجد نبوی کے احاطے میں حکومت وقت کے کچھ نمائندگان کو نعرہ بازی کا سامنا کرنا پڑا تو راقم پر باوجود اس کے کہ وہ اس وقت پاکستان میں موجود تھا اور نعرہ بازی کرنے والے افراد سے پی-ٹی-آئی کے کسی بھی قسم کے رابطے یا تعلق نہ ہونے کے باوجود راقم پر بھی اس واقعے کا مقدمہ درج کیا گیا۔

اس واقعے سے شروع ہونے والی ایف-آئی-آرز کا سلسلہ اور ان میں عائد کی جانی والی دفعات کی سنگینی میں گزشتہ ایک برس سے مستقل اضافہ ہورہا ہے۔ راقم کے خلاف مختلف ذرائع سے تواتر کے ساتھ پراپیگنڈہ مہم بھی چلائی جارہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ راقم اور اس کے خاندان کو مستقل دھمکیاں دیے جانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔

مئی ۲۰۲۲ میں لانگ مارچ کی کال کے سلسلے میں عمران خان کے قافلے کے ساتھ پشاور سے اسلام آباد آرہا تھا۔ جگہ جگہ کنٹینر لگا کر قافلے روکے گئے اور مختلف مقامات پر کارکنان پر بہیمانہ تشدد اور شیلنگ کی گئی۔ حکومت کے عزائم دیکھ کر عمران خان نے لانگ مارچ ختم کرنے کا اعلان کیا تاہم راقم سمیت دیگر قیادت پر اسلام آباد کے مختلف تھانوں میں تین مقدمے دائر ہوئے جن میں ریاستی املاک کو نقصان پہنچانے، ریاست کے خلاف لوگوں کو اکسانے کی دفعات شامل تھیں اور بغاوت کا پہلا مقدمہ بھی درج کیا گیا۔

جولائی ۲۰۲۲ میں پنجاب میں ضمنی انتخابات کی کیمپئن کے لیے روانہ ہوا تو ملک کے وزیر داخلہ نے نام لیکر الزام لگایا کہ راقم پنجاب دہشتگرد لے کر جارہا ہے اور اس کے پنجاب داخلے پر پابندی لگائی جائیگی۔ ایک سیاسی جماعت کے نمائندے پر الیکشن جیسی سیاسی سرگرمی کا حصہ بننے کی پاداش میں ایک اور مقدمہ درج کیا گیا۔

رجیم چینج آپریشن کے بعد مقامی سطح پر میسر ہونے والی معلومات، زمینی اور سیاسی حقائق اور بین الاقومی سطح پر ہونے والی تبدیلیوں کو دیکھتے ہوئے راقم نے اس خدشے کا اظہار کیا کہ پاکستان میں دہشت گردی کی واپسی کا گھناؤنا منصوبہ تیار کیا جارہا ہے جس کا پہلا نشانہ سوات ہوگا۔ بجائے اس کے کہ حکومت اور ریاستی اداروں کی جانب سے اس معاملے کو سنجیدگی سے دیکھا جاتا، وزیر داخلہ کی جانب سے یہ بیان سامنے آیا کی چند عناصر یعنی راقم شر انگیزی پھیلا رہا ہے۔ مزید افسوس یہ کہ آئی-ایس-پی-آر کی جانب سے بھی ان خدشات کو محض پروپیگنڈا کہا گیا۔ جس کے بعد سوشل میڈیا پر راقم کے خلاف ایک منظم کیمپین چلائی گئی۔ بطور سوات کی عوام کے نمائندے، راقم کا فرض تھا کہ وہ اپنی عوام کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ حکومت وقت اور ریاستی اداروں کی غیر سنجیدگی

دیکھتے ہوئے راقم نے عوام سے رجوع کیا اور انہیں سیاسی وابستگیوں سے بالا تر ہوکر اپنے حق "یعنی امن" کے لیے متحرک کیا۔ جس کے بعد سوات اور ملاکنڈ کی عوام بڑی تعداد میں پرامن طور پر احتجاج کے لیے نکلے۔ یہ امر اس بات کا واضح ثبوت تھا کہ عوام راقم کے خدشات کی حقیقت سے واقف اور امن کی خواہش سے متفق تھے۔ صد افسوس کہ امن کی اس خواہش پر بھی راقم کو متعدد مزید جعلی ایف-آئی-آرز کا سامنا کرنا پڑا۔ نہ صرف یہ بلکہ راقم کے گھر والوں اور خاندان کو سنگین نتائج کی دھمکیاں دی گئیں بلکہ اسلام آباد میں راقم کی رہائش گاہ پر رات کے دو بجے مسلح افراد کو بھجوایا گیا۔ یہ افراد سادہ کپڑوں میں ملبوس تھے اور آتشیں اسلحہ سے لیس تھے۔ راقم اس وقت گھر پر موجود نہیں تھا اور قریبی دوست کو اطلاع دینے پر اور اس کے اپنے گارڈز سمیت راقم کے گھر آمد پر اسلام آباد پولیس نے مسلح افراد کو نادرا چیک پوسٹ سے ریڈ زون میں داخل ہوکر فرار ہونے کا رستہ مہیا کیا جدھر سے یہ موٹر سائیکل سوار افراد وزیراعظم ہاوس اور ڈپلومیٹیک انکلیو کے عقبی علاقے میں روپوش ہوگئے۔ تھانہ آبپارہ کے ایس-ایچ-او نے واقعے کی ایف-آئی-آر درج کرنے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ اس مقصد کے لیے دی گئی راقم کی درخواست بھی واپس نہیں کی گئی۔ اس ضمن میں عدالت سے رجوع اور احکامات کے باوجود سیف سٹی کیمرہ کا ریکارڈ نہ مہیا کیا گیا بلکہ آج تک واقعے کی ایف-آئی-آر درج نہیں کرائی جاسکی۔

اکتوبر 2022 میں ملک کے مایہ ناز صحافی اور راقم کے قریبی دوست ارشد شریف کا کینیا میں بہیمانہ قتل ہوا۔ ارشد شریف کی شہادت کی اطلاع اور ان کے جنازے تک کے دورانیے میں سادہ کپڑوں میں ملبوس اہلکار راقم کی گاڑی کا پیچھا کرتے رہے۔ ان کے جنازے کے بعد ان

کے گھر سے اٹھانے کا منصوبہ تھا کہ جس کی بروقت خبر موصول ہونے پر راقم وہاں سے نکلنے میں بمشکل کامیاب ہوا۔

ارشد شریف کی شہادت کے ایک ہفتے بعد سابقہ وزیراعظم عمران خان قاتلانہ حملے میں زخمی ہوئے۔ اس تناظر میں اور اس بات کا ادراک کرتے ہوئے کہ راقم اس ساری پیش بندی کا اگلا نشانہ ہے، نے پشاور سے ایک پریس کانفرنس کی جس میں یہ واضح کیا کہ عمران خان پر قاتلانہ حملے میں وہی لوگ ملوث ہیں جو کہ ارشد شریف شہید کے قتل میں ملوث ہیں۔ یہ حقیقت منظر عام پر لانا ارشد شریف کا راقم پر قرض تھا۔ عمران خان پر حملہ اور ارشد شریف کی شہادت کے بعد جب عوامی اجتماعات میں شرکت کی تو راقم کی تقاریر پر ریاستی اداروں کی جانب سے غیض و غضب کا اظہار کیا گیا۔ اور راقم کے دوستوں اور پارٹی لیڈران کو دھمکیاں پہنچائی گئیں کہ اگر زبان پر قابو نہ رکھا تو سنگین نتائج کا سامنا کرنا پڑیگا۔ وہی سنگین نتائج کہ جن کی دھمکی راقم کو مارچ ۲۰۲۲ سے دی جا رہی تھی!

راقم چونکہ اس دوران پشاور میں مقیم تھا۔ اور وزیر اعلیٰ خیبر پختونخواہ کو اپنے ذیلی اداروں سے رپورٹس موصول ہوتی رہتی تھیں میرے تحفظ کے پیش نظر انہوں نے چند دن کے لیے عوامی اجتماعات میں شرکت سے روک دیا تب باقاعدہ یہ خبر تیار کرکے ٹی وی چینلز سے چلوائی گئیں کہ راقم سے پارٹی نے منہ موڑ لیا ہے اور ارشد شریف کی شہادت کے بعد سے راقم کی ذہنی حالت مشکوک ہے۔ اس پراپیگنڈے کا مقصد یہ تھا کہ ٹارگٹ کوئی بے وقوفی کرکے نظروں کے سامنے آئے تاکہ منصوبے کو عملی جامہ پہنایا جاسکے۔

ارشد شریف شہید کے قتل کی تحقیقات کے لیے بننے والی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کے سامنے راقم نے اپنی معلومات کے مطابق ابتدائی طور پر دس اور بعد ازاں مزید سوالات رکھے جو

تحقیقات کا رخ درست سمت میں موڑنے میں معاون ثابت ہوسکتے تھے۔ تاہم اس دوران راقم کو ملنے والی دھمکیوں میں مسلسل اور مستقل اضافہ ہوا۔ اسی دوران حکومتی ذرائع سے یہ پروپیگنڈا چلوایا گیا کہ ارشد شریف شہید کا لیپ ٹاپ راقم کے قبضے میں ہے۔ جس سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ خدانخواستہ راقم اور اس کی پارٹی ارشد شریف شہید کے قتل کی سازش کے حوالے سے حقائق دبانے یا مسخ کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔

سپریم کورٹ کی بنائی گئی جے-آئی-ٹی اور سپریم کورٹ میں ارشد شریف شہید کے قتل کی سماعت کی پیشیوں کے دوران عدالت جانے کے فوراً بعد حیرت انگیز طور پر راقم کو غیر ملکی نمبروں سے دھمکی آمیز پیغامات موصول ہوتے ہیں، یہ وہی نمبر تھے جن سے اس وقت بھی دھمکیاں موصول ہوتیں جب راقم سوات کے امن کے لیے کوشاں تھا۔

فروری 2023 پشاور میں پولیس لائنز پر دھماکا ہوتا ہے جو کہ ایک بار پھر راقم کے ان خدشات کی تصدیق کرتا ہے جن کا اظہار جون 2022 سے راقم مستقل کرتا آرہا تھا۔ اس موقع پر ملاکنڈ اور سوات کی مثال سامنے رکھتے ہوئی اور خیبر پختونخوا کی وہ پولیس کہ جنہوں نے پاکستان کے امن کو یقینی بنانے کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں ان سے اظہار یکجہتی کے لیے ملک کے کئی اضلاع میں امن مارچ کے انعقاد کی کال دی۔ اس مظاہرے سے ایک رات قبل ایک ریاستی ادارے کے اعلیٰ افسر کی جانب سے راقم کو تلقین کی گئی کہ مظاہرے میں شرکت سے اجتناب کیا جائے ساتھ ہی دبے لفظوں میں یہ دھمکی پہنچائی گئی کہ خیبر پختونخوا میں مزید پی-ٹی-آئی کی حکومت نہیں ہے اور اس وقت تک راقم پر درج 14 ایف-آئی-آرز بڑھ بھی سکتی ہیں۔ اگلے دن جب راقم مظاہرے میں شرکت کے لیے پہنچا تو یہ پیغام پہنچایا گیا کہ اس حکم عدولی کے نتیجے میں اب راقم کی ترجیح جیل جانا ہوگی یا قبر میں جانا؟ یہاں

راقم یہ سوچنے پر مجبور ہے کہ امن سے متعلقہ ایک اجتماع کے انعقاد اور اس میں شرکت سے ریاستی اداروں کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟

ہر مسلمان کی طرح راقم کا یہ ایمان ہے کہ زندگی اور موت کا فیصلہ فقط ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور حق کے لیے آواز اٹھانا نہ صرف بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے بلکہ بحیثیت اپنے قوم کے نمائندے کے اپنے لوگوں کے تحفظ کو یقینی بنانا راقم کی ذمہ داری ہے۔ جس سے پہلو تہی کرنا بزدلی ہی نہیں گناہ کے زمرے میں آتا ہے۔

مارچ 2023 میں سابقہ وزیر اعظم کے گھر زمان پارک پر حملہ کیا گیا اور ۳۶ گھنٹے بے دریغ آنسو گیس کی شیلنگ کی گئی، واٹر کینن میں کیمیکلز ملا کر نہتے عوام پر داغے گئے۔ ربڑ کی گولیاں چلائی گئیں اور کارکنان اور عمران خان کے گھر پر باقاعدہ فائرنگ کی گئی۔ راقم اپنے ساتھیوں اور کارکنان، جو ملک کے طول و ارض سے اپنے لیڈر کی حفاظت کے لیے زمان پارک میں ڈیرے ڈالے ہوئے تھے، کہ ساتھ مل کر ڈٹا رہا۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق ریاست نے الزام عائد کیا کہ راقم کی سرکردگی میں زمان پارک میں دہشتگرد موجود تھے۔

اس کے چند ہی روز بعد عمران خان کے جوڈیشل کمپلیکس میں پیشی کے موقعے پر ان کو قتل کرنے کا ایک اور ناپاک منصوبہ تشکیل دیا گیا تھا۔ اس موقع پر پارٹی کے دیگر لیڈران کی طرح راقم بھی اپنے لیڈر عمران خان کے ساتھ جوڈیشل کمپلیکس میں موجود تھا۔ منصوبے کے مطابق پولیس اور کارکنان کے مابین ٹکراؤ کی فضا پیدا کر کے کوئی ایسی صورت حال بنائی جانی تھی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران خان کو قتل کر دیا جاتا۔ تمام سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اس بات کے واضح وڈیو ثبوت موجود ہیں کہ اس موقع پر راقم سمیت پارٹی کے دیگر لیڈران نے کارکنان اور پولیس کے درمیان ٹکراؤ سے اجتناب کی ہر ممکن کوشش کی اور اللہ

کے فضل سے کسی بڑے نقصان سے بچتے ہوئے اس دن یہ ناپاک منصوبہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچ سکا۔ شاید اسی بات کا غصہ تھا کہ حکومتِ وقت نے ہم ہی پر انتشار پھیلانے اور توڑ پھوڑ کے الزامات کے تحت دہشتگردی کے مقدمے درج کیے۔ اس واقعہ کے دو دن بعد خود پر قائم مقدمات کی ضمانت کے سلسلے میں راقم پی-ٹی-آئی کے دیگر لیڈران اور وکلاء کے ساتھ جوڈیشل کمپلیکس میں پیش ہوا۔ عدالت سے ضمانت ملنے کے باوجود پی-ٹی-آئی کے لیڈران کو احاطہ عدالت سے نکلتے ہی گرفتار کرنے کی کوشش کی گئی اور حسان نیازی جو کہ پیشے کے لحاظ سے خود بھی وکیل ہے، کو گرفتار کرلیا گیا۔ اس دوران راقم کا گارڈ جو کہ خیبر پختونخوا پولیس کا متعین کردہ اہلکار تھا اور جس کو راقم کی زندگی کو لاحق خطرات کے باعث راقم کو تفویض کیا گیا تھا، کو اسلام آباد پولیس نے غیر قانونی طور پر تحویل میں لے لیا اور بعدازاں چار بے بنیاد ایف-آئی-آرز میں نامزد کیا گیا۔

اس واقعے کے بعد باوجود اس کے کہ راقم عدالت سے تمام کیسز میں ضمانت پر تھا راقم کی اسلام آباد میں واقع رہائش گاہ پر اسلام آباد پولیس اور سادہ کپڑوں میں ملبوس اہلکاروں کی طرف ایسے وقت میں چھاپہ مارا گیا کہ جب گھر میں صرف خواتین موجود تھیں۔ پولیس کی طرف سے گھر والوں کو وارنٹ دکھانے سے انکار کیا گیا اور غیر قانونی طور پر گھریلو ملازم کا موبائل فون چھین کر اسے تحویل میں لینے کی کوشش کی گئی۔

اپریل 2023 سوات میں سی-ٹی-ڈی پولیس سٹیشن پر حملہ کیا گیا۔ کبل میں واقع یہ پولیس سٹیشن راقم کے آبائی گھر سے چند سو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ واقعہ کے فوراً بعد راقم کو غیر ملکی نمبر سے پیغام موصول ہوا کہ اس حملے کا نشانہ راقم خود تھا لیکن چونکہ وہ اس وقت سوات میں موجود نہیں تھا اس لیے فی الوقت وہ اس حملے کو انتباہ سمجھے۔ اور یہ کہ زیادہ عرصے تک راقم

کے لیے ان کی نگاہوں سے بچ کر رہنا ممکن نہ ہو گا۔ باوجود اس کے کہ زمینی حقائق اس بات کی تصدیق کررہے تھے اور راقم کو موصول ہونے والا پیغام اس بات کا ثبوت تھا کہ یہ ایک دہشت گردی کا واقعہ تھا، حکومت وقت اور متعلقہ اداروں کی جانب سے اسے شارٹ سرکٹ سے ہونے والا حادثہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ واضح رہے کہ جس وقت یہ واقعہ ہوا خیبر پختونخوا اور پنجاب کی منتخب اسمبلیاں تحلیل ہوچکی تھیں اور آئین کی رو سے وہاں انتخابات کا انعقاد لازم تھا۔ وفاقی حکومت سے قریب سمجھے جانے والے چند صحافیوں نے اس موقع پر اور فوری طور پر یہ سوال اٹھانا شروع کیا کہ کیا امن و امان کی اس مخدوش صورت حال کے ساتھ صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات منعقد کرنا ممکن ہو گا؟ تاہم جب واقعہ کے فوراً بعد عوامی رد عمل کا اندازہ ہوا تو واقعہ کو حادثہ قرار دے کر معاملے کو رفع دفع کرنے کی کوشش کی گئی۔

راقم نے اس موقع پر ایک مرتبہ پھر عوام کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اور اپنا آئینی و جمہوری حق سمجھتے ہوئے عوام الناس سے پرامن احتجاج کی اپیل کی۔ جس کے نتیجے میں چودہ کے قریب شہروں میں عوامی احتجاج ہوئے جن سے راقم نے بذریعہ وڈیو لنک خطاب کیا اور خیبر پختونخوا پولیس سے اظہار یکجہتی کیا۔ اس موقع پر نہ راقم کی جانب سے کوئی ریاست مخالف بات کی گئی اور نہ ہی کوئی پُرتشدد بیانیہ پھیلایا گیا۔ بلکہ امن کے لیے ایک پُرامن مظاہرہ کرکے عوام پرامن طور پر منتشر ہوگئے۔ تاہم اپنے لوگوں کا امن مانگنے کی پاداش میں راقم پر درج مقدموں میں مزید اضافہ ہوا اور راقم پر الزام عائد کیا گیا اس نے ریاستی اداروں کے خلاف عوام کو اکسایا ہے۔ ان الزامات کی بنیاد پر راقم کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے گئے تو علاقے کی عوام کی جانب سے ملاکنڈ لیویز کے دفتر، کہ جن کی جانب سے یہ وارنٹ

جاری کیے گئے تھے، کے باہر ایک احتجاج کیا گیا جس میں کثیر تعداد میں عوام نے شرکت کی اور ایک مکمل طور پر پُرامن مظاہرے کے بعد وہ منتشر ہو گئے۔

اس تمام عرصہ میں راقم کے حوالے سے متعدد پلان تشکیل دیے گئے۔ موٹروے پر گاڑی کے ایکسیڈنٹ کی آڑ میں لڑائی میں قتل کرنا، گلگت بلتستان، کہ جہاں کی الیکشن کیمپئن میں راقم نے کردار ادا کیا تھا اور موجودہ حکومت کی سازشوں سے نمٹنے کے لیے وہاں کا دورہ کرکے اپنے مقامی نمائندگان سے مل کر ان کا اعتماد بحال کرنے کا ٹاسک دیا گیا تھا، وہاں موجودگی پر سنائپر سے گولی مروانا، خودکش دھماکے میں مروانا کہ جس کا ثبوت ۲۴ اپریل کے واقعہ کی صورت موجود بھی ہے۔

مئی کے اوائل میں حکومتی حلقوں سے قریب سمجھے جانے والے صحافیوں کی جانب سے راقم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بیانیہ پھیلایا گیا کہ تحریک انصاف کی قیادت میں سے ایک گرفتاری عمل میں لائی جائیگی جس کو بعدازاں دوران حراست قتل کردیا جائیگا اس منصوبے کو تشکیل دینے کا الزام عمران خان پر ڈالا گیا۔ سی ٹی ڈی تھانے پر حملے کے بعد کے پُرامن احتجاج کو بہانہ بناکر ٹیمیں تشکیل دی گئیں جن کو آرڈر دیا گیا کہ "مراد سعید چاہیئے زندہ یا مردہ" اور گرفتاری کی آڑ میں گولی مارنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ گزشتہ دنوں ایک مرتبہ پھر، ایک ریاستی افسر کہ جسکا نام نہ صرف ارشد شریف کی والدہ کی ایف آئی آر کی درخواست میں ہے بلکہ جس کو عمران خان کی جانب سے بھی اپنے قتل کے منصوبے میں نامزد کرنے کی درخواست دی گئی ہے۔ اس افسر سے قریبی سمجھے جانے والے ایک سابقہ وزیر کی جانب سے یہ ذومعنی تبصرہ کیا جارہا ہے کہ "مراد سعید کی جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری عمران خان کی ہے"۔ راقم یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ بحیثیت پاکستانی شہری کیا ریاست اس کی جان و مال

کی حفاظت کی ذمہ دار ہے یا ایک سابقہ وزیر اعظم کہ جو خود چہار جانب سے یلغاروں کی زد میں ہے؟

9 مئی کو اسلام آباد ہائیکورٹ کے احاطے سے سابقہ وزیراعظم عمران خان کو غیر قانونی طور پر اور تشدد کرتے ہوئے اغوا کیا گیا۔ یہ سب میڈیا کے سامنے نیب کے ایک نوٹس کو بہانا بنا کر رینجرز کے ذریعے کیا گیا۔ بطور پارٹی لیڈر کے، جہاں دیگر قائدین نے عوام کو اس اقدام کے خلاف احتجاج کرنے کی کال دی وہیں راقم کی جانب سے بھی عوام کو کال گئی۔ یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ گزشتہ ایک سال سے پی-ٹی-آئی ملک کے طول وارض میں مختلف مواقع پر اپنا آئینی اور قانونی حق استعمال کرتے ہوئے احتجاج کی کال دیتی رہی ہے۔ 9 اپریل کے اقدامات کے نتیجے میں جب عمران خان کی منتخب حکومت کو نکالا گیا تو ملک بھر میں عوام بغیر کسی لیڈر کے احتجاج کے لیے نکلے۔ اور پرامن طور پر اپنا احتجاج ریکارڈ کر کے منتشر ہوگئے۔ 9 مئی کے واقعہ کے بعد پی-ٹی-آئی لیڈران کی جانب سے دی گئی کال بھی انہی مقامات پر احتجاج کے متعلق تھی جو عوام کو ایک سال سے معلوم تھے۔ تاہم جس انداز میں عمران خان کی گرفتاری بروئے کار لائی گئی اور جیسے اس کے لیے رینجرز کو استعمال کیا گیا فطری طور پر عوام میں غصہ تھا لیکن اس بابت وڈیو اور آڈیو ثبوت موجود ہیں کہ پی-ٹی-آئی قیادت نے ہر مقام پر عوامی جذبات کو قابو میں رکھنے کی کوشش کی۔ اور عوام کو اس بات کی تلقین کی کہ املاک کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ تاہم ایک منظم سازش کے تحت ناصرف عوام میں شرپسند عناصر کو شامل کرکے ان کو اکسایا گیا بلکہ باقاعدہ توڑ پھوڑ اور جلاؤ گھیراؤ میں پہل کی گئی۔ متعدد مقامات پر پی-ٹی-آئی لیڈران اور عوام کی جانب سے ایسے عناصر کی نشاندہی کی گئی بلکہ ان کی حوصلہ شکنی اور سرزنش بھی کی گئی۔ تاہم باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت اس معاملے کو تحریک انصاف سے جوڑ کر ملک بھر میں قائدین سے

لیکر کارکنان اور عام عوام تک بشمول خواتین کے ایک بد ترین کریک ڈاؤن کا آغاز کیا گیا اور ہزاروں بے گناہوں کو پابند سلاسل کیا گیا۔ چادر اور چاردیواری کی توہین کی گئی، ان کی املاک اور کاروباروں کو نقصان پہنچایا گیا اور اب جیلوں میں عصمت دری کے واقعات کی بھی بازگشت سنائی دے رہی ہے۔ ایسا ظلم ملکی تاریخ میں تو درکنار صرف فلسطین اور کشمیر کے مقبوضہ علاقوں سے ہی ایسی فسطائیت کی خبریں موصول ہوتی تھیں۔

۹ مئی کی رات سے ہی سوشل میڈیا پر منظم کیمپئن لانچ کردی گئی جس میں خصوصاً راقم کو ٹارگٹ کرکے یہ بیانیہ پھیلایا گیا کہ راقم نے بلوائیوں کو عسکری تنصیبات کی جانب پیش قدمی اور ان کے جلاؤ گھیراؤ کے آحکامات دیے۔ اس حوالے سے راقم کے آڈیو پیغامات کو "لیکڈ کالز" کہہ کر پھیلایا گیا حالانکہ وہ پہلے سے ہی تمام آفیشل سوشل میڈیا اکاؤنٹس سے شئیر کیے جاچکے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ ایسے آڈیو اور ویڈیو میسجز راقم کی جانب سے اس سے قبل بھی پانچ دیگر مواقع پر جاری کیے جاچکے ہیں۔

یہ بیانیہ صرف ایک سال سے برسرکار اپنے اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے اور اس کو ایک لیگل کور دینے کا بہانہ ہے جو راقم کے حوالے سے مارچ ۲۰۲۲ میں تشکیل دیا جاچکا ہے جس کو وزیر داخلہ سمیت دیگر حکومتی قیادت بشمول ریاستی اداروں میں موجود کالی بھیڑوں سے قریب سمجھے جانے والے عناصر وقتاً فوقتاً دہراتے رہے ہیں اور جس کا عندیہ غیر ملکی نمبروں سے کالز اور میسجز کرکے اور مقامی طور پر اداروں کے عہدیداروں کی جانب سے تواتر سے موصول ہوتا رہا ہے۔ تمام تر واقعات کے تفصیلی بیان کا مقصد اپنی قوم اور اپنے لوگوں کو اس بات سے آگاہ رکھنا ہے کہ زندگی اور موت کی مختار بے شک ایک اللہ کی ذات ہے۔ اور وہی ہے جس نے راقم کی تادمِ تحریر حفاظت کی ہے۔ مگر یہ قوم اس امر پر گواہ رہے کہ راقم نے

کبھی نہ اپنے ملک کا برا سوچا ہے، نہ چاہا ہے۔ نہ کبھی اس کے مفاد اور اس کی بھلائی پر اپنی ذات کو مقدم رکھا ہے، جب تک اللہ نے زندگی کی معیاد لکھ رکھی ہے اپنے لوگوں کی جنگ لڑیگا اس امید پر کہ یہ قوم ایک دن اس اوجِ کمال کو پائیگی جس کی خاطر ۱۹۴۷ سے لیکر ارشد شریف تک ہزاروں شہداء نے اپنی زندگیاں گنوائی ہیں۔ پاکستان زندہ باد!

خیر اندیش

مراد سعید